© rasailojaraid.com

نظرات

از عمید الرحمٰن عثمانی

مقامِ شکر ہے کہ مسلم پرسنل لاء بورڈ کی طویل وصبر آزما سعی وجہد وجہد بالآخر کامیاب ہوئی۔ اور حکومت ہند کی طرف سے پارلیمنٹ کے موجودہ اجلاس میں مطلقہ کے نان ونفقہ سے متعلق قوانین یعنی شریعت کی روشنی میں بنا ہوا بل پیش کر دیا گیا ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ پارلیمنٹ کے اسی اجلاس میں پاس کر دیا جائے گا۔ اس بل کے پاس ہو جانے کے بعد ہندوستان کی ایک بڑی مسلم اقلیت کی وہ بے چینی و بے اطمینانی یقیناً دُور ہو جائے گی جو گذشتہ سال سپریم کورٹ کے ایک فیصلے، جو اس نے شاہ بانو والے مقدمہ میں سنایا تھا، سے پیدا ہو گئی تھی۔ ہندوستانی مسلمان بلکہ یوں کہنا زیادہ صحیح و مناسب ہوگا کہ پوری ملّت اسلامیہ سپریم کورٹ آف انڈیا کے فیصلے سے ہل گئی تھی اور سنجیدہ و متین طبقہ تک نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ حکومتِ ہند اب کسی بھی وقت مسلم پرسنل لاء کے خاتمہ کا اعلان کرتے ہوئے پورے ملک میں یکساں سیول کوڈ نافذ کر دے گی۔ ان خدشات کو اس بات سے اور بھی تقویت ملی جب کچھ غیرہ "دانشمندوں" "مفکروں" "مدبّروں" کی طرف سے سپریم کورٹ کے اس فیصلہ کی سراہنا و تائید کرتے ہوئے حکومتِ ہند پر مسلم پرسنل لاء کے خاتمہ کرنے پر زور ڈالا گیا تھا اور اس رو میں وہ لوگ تک بہہ گئے تھے جو مسلمانوں کے 'ہمدرد' کہے جاتے تھے اور وہ پیہم برملا اعتراف کرتے پھرتے تھے کہ ہندوستان میں مسلم اقلیت کے ساتھ امتیازی سلوک ہو رہا ہے جو ملک وقوم کے لیے کسی بھی طرح مفید نہیں ہے۔

لیکن اس سب سے بھی بڑھ کر یہ امر تو بڑا ہی حیرت انگیز، افسوسناک اور تاریخ مسلم میں انتہائی شرمناک و بدنما داغ و دھبّہ ہے کہ مسلم پرسنل لاء کے خاتمے کے لیے غیر مسلم حضرات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بزدل ہو سکتے تھے اور اُن کی بات کسی حد تک سمجھ میں بھی آتی ہے، آخر تنگ نظری، تعصب دقیانوسی ذہنیت اور حسد و بغض ابھی ہمارے ملک سے ختم تھوڑے ہی ہوئے ہیں بلکہ وہ تو آزادیٔ ہند کے بعد دل و دماغ کی گہرائیوں تک میں اور بھی زیادہ گھر کر گئے ہیں، اپنے آپ کو ترقی پسند ماڈرن کہنے والے نام نہاد مسلمانوں نے جس طرح گلے پھاڑے اور اپنے آپ کو حمید دلوائی و چھاگلہ کی صف میں شامل ہونے کے لیے جو بے قراری، امنگ اور جوش و خروش دکھایا، اسے دیکھ کر تو ہر سنجیدہ انسان کے ہوش و حواس ہی باختہ ہو گئے۔ اسلام کی تاریخ میں ایسے لوگوں کو 'منافقین' کہا گیا ہے، عام مسلمانوں کا ان سے تعلق مذہبی طور سے بالکل منقطع رہا ہے۔ مگر اس دور میں ان منافقین کی کوئی پہچان ہی نہیں رہ گئی ہے، ایک طرف وہ اپنے کو مسلمان بھی کہتے ہیں اور دوسری طرف خالص مذہبی نقطۂ نظر کا کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے تو وہ علمائے کرام کی رائے و مشوروں کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے خود ہی اس انداز سے اظہارِ خیال کرنے لگ جاتے ہیں کہ جیسے وہ مذہبی مسائل پر قدرت و دسترس رکھتے ہیں اور ان پر 'سندِ آخر' ہیں اور اس سلسلے میں انھوں نے کھلم کھلا علمائے اسلام یہاں مستشرقین کو بھی پیچھے چھوڑ دیا جو مذہبِ اسلام، شریعت اور اسلامی تاریخ و علوم و فنون سے واقفیت رکھتے ہوئے بھی اس پر اپنی کوئی حتمی رائے (فتویٰ) دینے کے کبھی مجاز نہیں ہوئے ——

ایک مرکزی وزیر جو اپنے کو مسلمان بھی کہتے ہیں، نے نہ معلوم کس مفاد میں، چاپلوسی، خوشامد یا وفاداری جتلانے کے چکّر میں قرآن پاک اور احادیث کی اس انداز میں توضیح و تشریح کی کہ جیسے وہ عالم ہیں، مفتی ہیں یا علاّمہ ہیں۔ علمائے اسلام چیختے رہے، چلاّتے رہے لیکن وہ اسلامی مسائل کی توضیح و تشریح کرنے سے باز نہیں آئے اور حد ہے کہ جب حکومت ہند نے علمائے کرام اور مسلم پرسنل لاء بورڈ کی رائے و مطالبہ کا احترام ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے تحفظ شریعت بل منظوری کے لیے پارلیمنٹ میں پیش کر دیا تو انھوں نے ہٹ دھرمی، ڈھٹائی و کج فہمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مرکزی وزارت ہی سے استعفیٰ دے دیا —— اب اسے کیا کہا جائے؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام سے بغاوت ؟ یا کچھ اور ؟ مزے کی بات یہ ہے کہ اس پر بھی وہ نام سے مسلمان ہیں ——— یہاں ہم یہ بات کہے بغیر نہ رہیں گے کہ یہ ہندوستان کی مظلوم اقلیت کی بدنصیبی ہے کہ اب تک ہندوستان میں جس قدر بھی فرقہ وارانہ فسادات ہوئے اور جس میں انھیں بے تحاشہ ظلم و ستم کا نشانہ بننا پڑا۔ اس کے خلاف، غیر مسلموں کو چھوڑیے ان سے ہمیں شکوہ و شکایت کا کوئی حق ہی نہیں پہنچتا، کسی مسلمان وزیر نے حکومت اور برادرانِ وطن کو خبردار و تنبیہہ کرنے، ان کی آنکھیں کھولنے، یا ان کی اس طرف توجہ منعطف کرانے کی غرض ہی سے کبھی کوئی استعفیٰ دیا ؟ استعفیٰ دینا تو بڑی بات ہے کسی مسلمان وزیر کو اتنی بھی توفیق نہ ہوئی کہ وہ ہندوستان میں ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات میں اقلیت پر یکطرفہ ظلم و ستم، پولیس اور فوج میں بھرتی میں ناانصافی اور دیگر جگہوں میں ان کے ساتھ امتیازی سلوک کے خلاف آوازِ حق ہی بلند کر دیتا ——— آزادی کے ۳۹ سال بعد کسی مسلمان وزیر کا ازخود استعفیٰ سامنے آیا بھی تو کم بخت وہ بھی اسلامی عقائد اور مسلم اجتماعیت ہی کے خلاف! ۔ یہ افسوس ہی نہیں ماتم کی بات ہے اور اس پر جتنا بھی سر پیٹا جائے، رویا جائے، کم ہی ہے!۔

نامناسب نہ ہوگا اگر یہاں ایک پہلو اور بھی پیشِ نظر رکھا جائے۔ ہندوستان کی ملت اسلامیہ کے لیے بیسویں صدی کا ایک سب سے بڑا یہ بھی المیہ ہے کہ بعض مسلمان کوٹ پتلون زیب تن کرکے ٹائی باندھ کر، انگریزی سیکھ کر، سائنسی معلومات حاصل کرکے یا کسی اونچی کرسی پر بیٹھ کر اپنے قومی مفادات و ضروریات سے روگردانی کرتے ہوئے، اسلام مغائر حرکات کے مرتکب ہوتے ہوئے اور اسلامیت سے شرماتے ہوئے اپنے کو "ماڈرن مسلمان" بننا یا کہلوانا باعث فخر و مسرت سمجھتے ہیں، اس کے برعکس غیر مسلم انگریزی تعلیم اور سائنسی شعور و گیان پا کر بھی اپنے کو فخریہ ہندو کہلواتے ہوئے ملک و قوم اور دھرم کی خدمت میں منہمک و مشغول اور مستغرق ہونے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں اپنی فلاح سمجھتے ہیں۔ اس دائرے میں چاہے سوامی دیویکا نند، بال گنگا دھر تلک، مدن موہن مالویہ، گوپال کرشن گوکھلے، ڈاکٹر راجندر پرشاد، ولبھ بھائی پٹیل، پرشوتم داس ٹنڈن، ڈاکٹر سمپورنا نند وغیرہ سے لے کر گول والکر، ناناجی دیشمکھ، بالا صاحب دیورس یا ہندوستان ٹائمز کے اروں شوری ہی کیوں نہ ہوں گھوم پھر کر اور لے دے کر ملت اسلامیہ ہند کے لیے بس علمائے اسلام ہی کے شاندار ماضی وحال کی عظیم و اعلیٰ خدمات ہی کے سائے میں امن و عافیت اور چین وسکون ہے جسے کچھ دشمنانِ اسلام چھین لینے کے در پے ہیں۔

بہرحال حکومتِ ہند اور وزیر اعظم جناب راجیو گاندھی نے چاپلوسی، خوشامد یا "وفاداری" جتلانے والوں کا مقصد و نظریہ کی پول خوب سمجھتے ہوئے ملتِ اسلامیہ ہند کی حقیقی آواز یعنی علماء اسلام کی رائے کا ہی احترام کرنا ملک و قوم کے مفاد میں ضروری و اہم اور صحیح سمجھا۔ اور انھوں نے یہ بات اچھی طرح سمجھتے ہوئے کہ خالص مذہبی مسائل میں صرف اور صرف علمائے کرام ہی کی رائے و مشورہ صائب اور قابلِ فوقیت ہے، تحفظ شریعت بل مرتب کرلیا۔ علمائے کرام سے مشورہ و رائے ہر ہر مرحلے پر طلب کی گئی، مسلم پرسنل لا، بورڈ کے ذمہ داران علمائے اسلام کی بہت ہی معتبر ہستی و عظیم شخصیت حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی اور امیر شریعت مولانا منت اللہ رحمانی جیسے جید و ثقہ عالموں سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد جو بل پارلیمنٹ میں منظوری کے لیے پیش کیا گیا ہے اس کے بارے میں بہتر ہوگا کہ ہم خود کچھ کہے بغیر آل انڈیا مسلم پرسنل لا، بورڈ کے جنرل سکریٹری مولانا منت اللہ رحمانی امیر شریعت کا بیان پیش کرنے پر اکتفاء کریں۔ ملاحظہ فرمائیں مولانا منت اللہ رحمانی کا بیان جو اخبارات میں شائع ہوا ہے:

"ہمیں حق تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدۂ شکر بجا لانا چاہیے کہ اسی نے محض اپنے فضل وکرم سے ہماری تمناؤں کو پورا کیا اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا، بورڈ کی جدوجہد کو شرفِ قبول بخشا۔ اور ہماری کوششیں کامیاب ہوئیں ہماری جدوجہد کا مقصد صرف یہ ہے کہ مطلقہ عورتوں کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سہولتیں مہیا کی جائیں اور مستقبل میں ان کی عزت و حرمت کو متعین بنا دیا جائے اور اس مقصد میں کامیابی اسلامی قوانین کے زیر سایہ ہی ہو سکتی ہے۔ مطلقہ کے لیے بھی اسلامی قوانین رحمت و مودت اور حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے۔ حکومت ہند نے مطلقہ کے نفقہ سے متعلق یہ بل لاکر خواتین کے حقوق کے تحفظ کی طرف ایک قدم آگے بڑھایا ہے، جس کے لیے حکومت شکریہ کی مستحق ہے۔"

دفعہ ۱۲۵ سی، آر، پی کے ذریعہ مطلقہ کو ملنے والے حقوق بہت تھوڑے، عارضی اور غیر یقینی ہیں جو مستقبل کے لیے قطعاً ناکافی ہیں۔ کیوں کہ دفعہ ۱۲۵ سی۔ آر۔ پی سی کے ذریعہ مطلقہ کو اگر وہ نادار ہے تو سابق شوہر سے تا نکاح ثانی اور بصورت دیگر تاحیات نفقہ ملے گا۔ اگر شوہر نادار ہو تو مطلقہ کو دوسروں کا سہارا لیے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں یا اگر طلاق کے بعد شوہر کا انتقال ہو جائے تو پھر مطلقہ کو گھر سے باہر آکر دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا ہی پڑے گا لیکن اسلام نے مطلقہ کی بلکہ یوں کہیے کہ خواتین کی عزت و حرمت کا پورا لحاظ کرتے ہوئے ان کی ناداری کے پیش نظر بہر صورت ان کے نفقہ کے مسئلہ کو حل کر دیا ہے۔ ایک عورت شادی کے بعد وہ اپنے شوہر کے گھر آئی تو شوہر عزت و محبت کے ساتھ اس کے نفقہ کا پابند ہے اگر اتفاقاً طلاق ہو گئی تو عدت تک مطلقہ کا نفقہ شوہر ہی کے ذمہ ہے عدت کے بعد وہ اپنے والدین کی طرف لوٹے گی اگر اولاد ہے تو اس کے ذمہ اس کا نفقہ ہوگا ورنہ ذی رحم محرم ورثا جو اس مطلقہ کی جائداد میں حصہ دار ہو سکتے ہیں اس کے نفقہ کے ذمہ دار ہوں گے اور اگر اس کے ورثا بھی نادار ہوں یا اتفاقاً کوئی وارث ہی نہ ہو تو بیت المال (حکومت) اس کو نفقہ دے گا۔
یعنی شوہر نادار ہو یا انتقال کر جائے جب بھی اور عدت کے بعد اس کے ورثا م اتفاقاً بالکل نہ ہوں یا ہوں مگر نادار ہوں جب بھی مطلقہ کے نفقہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا وہ اسے ملتا ہی رہے گا۔
آنے والے بل میں صرف یہ ہوا کہ بیت المال کے بجائے آخر میں مطلقہ کی ذمہ داری "وقف بورڈ" پر ڈالی گئی تو ذرا غور کیجیے کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے اور اس بل میں جو پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کوئی مرحلہ ایسا نہیں آتا کہ مطلقہ بے سہارا ہو اور اسے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑے اور دفعہ ۱۲۵ نفقہ کا سارا بوجھ سابق شوہر پر ڈالتی ہے اور اگر شوہر نادار ہو یا طلاق کے بعد شوہر کا انتقال ہو جائے تو مطلقہ کے لیے تمام راستے بند ہیں اب اس مطلقہ کو کس کے گھر جاکر رہنا ہوگا اور روٹی کپڑے کے لیے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا ہوگا اس لیے میں کہتا ہوں کہ اس بل کے ذریعہ حکومت نے مطلقہ کے حق میں ایک اچھا قدم آگے بڑھایا ہے جس کی وجہ سے مطلقہ کے حقوق محفوظ ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد ایک بات اور سوچنے کی ہے دفعہ ۱۲۵ کی ضمن ۳ و ۴ دیکھیے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ اسے شوہر کے گھر رہنا ہوگا اور اگر وہ سابق شوہر کے گھر رہنے سے انکار کردے تو شوہر کو حق حاصل ہوگا کہ مجسٹریٹ کے یہاں درخواست دے کر نفقہ بند کرادے، اب ذرا سوچیے مطلقہ کا سابق شوہر کے گھر رہنا اور اسی سے نفقہ پاکر گذر اوقات کرنا یہ عورتوں کے مقام کو بلند کرتا ہے؟ یا یہ اُن کی بے عزتی اور ذلت ہے!

اس موقعہ پر ہمیں آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ ایک ایسی بے لوث قومی خدمت میں ہمہ وقت پیش پیش رہنے والی محترم شخصیت حضرت مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی قبلہ مرحوم و مغفور کی یاد بے ساختہ آرہی ہے جو مسلم پرسنل لاء بورڈ کے بانیوں میں سے ایک تھے اگر آج وہ حیات ہوتے تو پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ بھی ان کی فہم و بصیرت سے حل ہو جانا بڑی بات نہ ہوتی۔ بہرحال حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم، جناب ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی (لکھنؤ) جناب محمد یونس سلیم صاحب مدظلہٗ دامیر شریعت وغیرہ کی اس نازک وقت میں مسلم پرسنل لاء کے سلسلے میں محنت و مساعی جمیلہ کو دیکھ کر برزخ میں حضرت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ کی روح یقیناً شاداں و فرحاں ہو رہی ہوگی ———

© rasailojaraid.com